اسرار التنزيل

ہوتا کہ بقائے انسان کی مصلحت کامل رہے۔ تیسری حکمت یہ ہے۔ کہ دوسرے حیوانوں کے واسطے ناخن پھاڑنے اور ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا آلہ ہیں۔ اس لئے آدمی کو بھی یہی آلہ دیا ہے تاکہ بدن کی ہر ایک جگہ سے موذی کو بہت جلد دفع کرے اور بقائے انسان کی بہتری پوری پوری حاصل رہے۔ چوتھی حکمت یہ ہے کہ خداوند عالم نے دوسرے حیوانوں کے لئے ناخن چیرنے پھاڑنے کا آلہ بنائے ہیں۔ اور آدمی کو بھی ناخن دیئے ہیں۔ مگر دوسرے حیوانوں سے بہت ضعیف تاکہ انسان کو معلوم ہو جائے۔ کہ اس کو رنج پہنچانے اور چیرنے پھاڑنے اور مار ڈالنے کے واسطے پیدا نہیں کیا۔ اگر آدمی کی پیدائش سے یہ مقصود ہوتا تو اُس کے ناخن بھی دوسرے حیوانوں کی مانند سخت اور تیز پیدا کئے جاتے۔ دوسری وجہ ناخنوں کی بحث میں یہ ہے کہ خدا نے ان کو ایسا پیدا کیا ہے کہ ہمیشہ بڑھتے رہتے ہیں کیونکہ انسان اپنے ناخنوں کو بدن کے کھجانے اور چھوٹی چیزوں کے پکڑنے کے کام میں استعمال کرتا رہتا ہے۔ اور ہمیشہ مستعمل ہونے سے لازم آتا تھا۔ کہ گھس جائیں اور شکستہ ہو جائیں۔ اس لئے حکمت الٰہی کا تقاضا ایسا ہوا۔ کہ وہ ہمیشہ بڑھتے رہتے ہیں۔ تاکہ وہ نقصان اس زیادتی سے پورا ہوتا رہے۔ اور اصل ناخن محفوظ رہیں۔ تیسری وجہ ناخنوں کی بحث میں یہ ہے۔ کہ ہم نے اوپر بیان کر دیا ہے کہ دائرہ تمام شکلوں میں سے افضل شکل ہے۔ اور آفات کا اثر قبول کرنے سے محفوظ ہے۔ چوتھی وجہ ناخنوں کے فائدوں میں یہ ہے کہ ناخن ملا ہوا گوشت نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو کھجانا یا ایک چیز کو دوسری چیز سے اکھاڑنا باطل ہو جاتا۔ اور انگلیوں کی طرف سے گوشت کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ گوشت لطیف اور نرم عضو ہے۔ اور ناخن کثیف اور سخت ہیں۔ اور کثیف اور لطیف میں مجاورت اور ہمسائگی کا ہونا اسکے برخلاف ہے کہ معتدل حال سے ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے جو کامل حکیم اور پاک تر ہے ایسا کر دیا ہے کہ جو جگہ گوشت کے ملنے کی ہے۔ وہ ہمیشہ تنگ رہتی ہے۔ تاکہ پوست ناخنوں کا محافظ اور نرم گوشت اور سخت ناخنوں کے درمیان واسطہ رہے۔ اُن کی مثال ایسی ہی ہے جیسے نگینہ اور انگشتری کی ہے۔ جب نگینہ انگشتری میں جڑتے ہیں۔ تو انگشتری کے کناروں کو تنگ کر دیتے ہیں۔ اور ارد گرد سب طرف ایسا ہی بنا دیتے ہیں۔ بے شک حکمت الٰہی نے بیہودہ اور باطل فعل سے پاک ہے ✦

✦ ساتویں قسم ہاتھ کی ہتھیلی کے فائدوں میں۔ خدا تعالےٰ کی حکمت اور رحمت یہ تھی۔ کہ ہاتھ

Marfat.com

چیزوں کے پکڑنے کا آلہ ہو۔ اس [illegible]
سمجھ لینا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے حیوان کو اپنی [illegible]
دیا ہے۔ اور پانچوں حس کو بدن کے تمام [illegible]
میں یہ مکسدر رکھی ہے کہ اگر جسم کسی ایسی چیز [illegible]
قوی اور سخت ہو۔ تو اگر حیوان اس سے دور ہو جائے [illegible]
آجاتی ہے۔ اور حیوان ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس [illegible]
کہ حیوان اس حس کے ذریعہ ہر ایک چیز کی قوی اور مضر کیفیت کو محسوس کر لیتا ہے
ہو جاتا ہے اور ہلاک نہیں ہوتا۔ اور یہ ضرورت سب اعضاؤں کو تھی۔ اس لئے
لمس کی حس تمام اعضاؤں میں پیدا کر دی ہے۔ ایک ہی عضو سے اس کو مخصوص نہیں
یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اگرچہ یہ حس تمام اعضاؤں میں موجود ہے۔ مگر اس کا کمال اور پورا
ہتھیلی میں پیدا کی ہے۔ کیونکہ اصلی مقصود ہاتھ کے پیدا کرنے سے پیروں کا پکڑنا ہے
واسطے ہاتھ کو بیرونی جسموں کی ملاقات دوسرے اعضاؤں کی نسبت زیادہ ہوتی ہے
حکمت الٰہی نے ایسا چاہا کہ ہتھیلی میں قوت لمس کامل رہے۔ اور جب چھوٹی چیزوں
پہلے پہل انگلیوں کے سر سے ہوتا ہے۔ اس لئے حکمت الٰہی نے انگلیوں کے سروں
لامسہ قوت پیدا کی ہے۔ وہ کامل درجے کی ہے۔ اور سبابہ انگلی جسے مسبحہ بھی کہتے ہیں
چاروں انگلیوں سے اشرف ہے۔ اس لئے اس کی حس سب سے زیادہ کامل ہے
اللہ تعالیٰ نے مسبحہ انگلی کے سر کو حس لمس میں تمام محسوسات پر حاکم بنایا ہے۔ تاکہ جو چاہے
چاہے کہ کوئی سرد ہے یا گرم یا خشک مسبحہ انگلی کے سرے سے امتحان کر لے۔ اللہ
تعالیٰ نے سلیم عقل دی ہے۔ وہ جانتا ہے اسقدر طرح طرح کی حکمت کی استعداد
میں پیدا کرنی بے انتہا حکمتوں کا خلقت میں لحاظ کرنا حکمت اور رحمت اور قدرت
ناممکن ہے +

آٹھویں قسم ہتھیلی کے فائدوں میں یہ ہے۔ کہ ہتھیلی کو دو کاموں
کیا ہے۔ ایک چیزوں کا پکڑنا۔ دوسرا بذریعہ لمس چیزوں کی کیفیتوں
وقت آسان ہوتا ہے کہ ہتھیلی پر گوشت ہو۔ کیونکہ اگر ہڈی
وقت ہتھیلی ان پر قادر نہ ہو۔ اور بخوبی ان کو لمس نہ کر سکے

Marfat.com

ہتھیلی پر پیدا کیا گیا ہے وہ اس واسطے ہے کہ سخت جسموں کا پکڑنا آسان ہو۔ اور انسان جو چیزیں اُٹھاتا ہے وہ ہتھیلی پر اُٹھاتا ہے ہاتھ کی پیٹھ پر نہیں اُٹھاتا اِسلئے ہاتھ کی پیٹھ پر بہت تھوڑا گوشت پیدا کیا ہے اگر ہاتھ کی پیٹھ پر زیادہ گوشت ہوتا۔ تو ہاتھ بھاری ہو جاتا۔ اور بہت آسان کام اُسکو کرنے مشکل ہو جاتے

باب ۳

مرکب اعضاؤں کے فائدے میں۔ اور اس باب کی آٹھ فصلیں ہیں ٭

فصل ۱

دماغ کے بعض فائدوں کے بیان میں۔ اور اس میں ہم فائدوں کو چار نوع پر بیان کرتے ہیں ٭

پہلی نوع یہ ہے کہ خالق عالم نے جو سب سے بلند اور پاک تر ہے۔ دماغ کو سات قسم کی محافظوں سے محفوظ کیا ہے۔ پہلی ایک باریک پردہ اسکے گرد پیدا کیا ہے۔ دوسری اسکے بعد ایک اور پردہ اور سخت پردہ ہے تیسری اُسکے بعد ہڈیوں کا جسم ہے۔ چوتھی ہڈیوں کے باہر پھر ایک اور پردہ چھیا کیا ہے اس کو سحاق کہتے ہیں۔ پانچویں اسکے اوپر گوشت اور پوست پیدا کیا ہے ساتویں پوست کے اوپر بال پیدا کئے ہیں۔ پس دماغ کے یہ ساتوں طبقے آسمان کے ساتوں طبقوں کی مانند ہوتے ہیں۔ اور اِن ساتوں طبقوں کو دماغ کا محافظ بنایا ہے۔ اور دماغ سے مقصود فکر کرنا اور دیکھنا اور معرفت کا حاصل کرنا ہے ٭

دوسری نوع حکمت کی دماغ کی پیدائش میں یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے دماغ کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے پہلا حصہ حفظ اور خیال کا محل ہے۔ جب انسان مختلف شہروں میں جاتا اور بہت سے آدمیوں سے ملاقات کرتا ہے۔ اور پھر یہ سب کچھ اس سے غائب ہو جاتا ہے۔ تو اُس کے دل میں اُن کی صورت باقی رہتی ہے۔ پس تخیل کا محل دماغ کا اگلا حصہ ہے۔ اور اس کے بعد دماغ کا درمیانی حصہ ہے۔ اور وہ تفکر کا محل ہے۔ اور تیسرا حصہ سر کی پچھلی طرف کو ہے۔ اور وہ

Marfat.com

تو دماغ کا کونسا حصہ معطل ہوتا ہے۔ کہ اگر دماغ کے
بیماری لاحق ہو تو وقت متخیلہ میں خلل آجاتا ہے۔ جیسا کہ ان لوگوں
سرسام لاحق ہو جاتی ہے۔ اور اگر دماغ کے درمیانی حصہ میں کوئی بیماری لاحق ہو
تو قوت متفکرہ میں خلل پیدا ہو جاتا ہے جیسا کہ دیوانے آدمیوں میں دیکھا جاتا ہے۔ اور
دماغ کی پچھلی طرف میں کوئی بیماری واقع ہوتی ہے۔ تو قوت متذکرہ میں خلل آجاتا ہے اور
فراموشی آدمی پر غالب ہو جاتی ہے۔ پس اس بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دماغ کی اگلی طرف
تو قوت متخیلہ کی جگہ ہے۔ اور درمیانہ حصہ قوت متفکرہ کی۔ اور دماغ کا پچھلا حصہ قوت متذکر
کی۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ انسان کی مصلحت پوری نہیں ہوتی۔ مگر حفظ اور تخیل یعنے یاد اور
خیال سے ہوتی ہے اور اس کے صحیح ہونے پر دو دلیلیں ہیں۔ پہلی دلیل یہ ہے۔ کہ انسان کی
حاجت کلام کرنے کے بغیر پوری نہیں ہوتی۔ اور کلام حرفوں سے مرکب ہوتا ہے۔ اور دو یا
زیادہ حرف ایک ہی دفعہ نطق میں آکر یاد نہیں رہ سکتے۔ بلکہ بار بار بولنے سے موجود رہتے
ہیں۔ اس لئے انسان جب کوئی حرف بولتا ہے۔ اور پھر اسکو چھوڑ کر دوسرے حرف پر آتا
ہے۔ تو دوسرے حرف کے حاصل ہونے کے وقت اگر پہلا حرف موجود نہ رہا ہو۔ تو اس
صورت میں ہمیشہ ایک حرف کے سوا اس سے کچھ نہیں سنا جائیگا۔ اور صرف ایک حرف کچھ
فائدہ نہیں دیتا۔ پس اگر قوت خیال نہ ہوتی۔ تو کلام کے سننے سے کوئی مقصود حاصل نہ ہوتا۔ لیکن
اس خالق حکیم نے جو بزرگ اور بلند ہے خیال کو پیدا کر دیا ہے۔ کہ جب ایک حرف سن لیتا ہے
تو پہلے حرف کا اثر خیال میں باقی رہتا ہے۔ جب دوسرے حرف پر آتا ہے۔ تو اگرچہ پہلا حرف سمع
میں موجود نہیں ہوتا۔ لیکن خیال میں موجود رہتا ہے۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ سمع میں ایک
حرف کے سوا دوسرا حرف نہیں۔ لیکن خیال سب حرفوں کو جمع رکھتا ہے۔ اس لئے کلام کے
سمجھنے والا خیال ہے نہ سمع۔ پس معلوم ہوا کہ اگر قوت خیال نہ ہوتی۔ تو آدمی کی مصلحت باطل ہو جاتی
دوسری دلیل یہ ہے۔ کہ جب کوئی آدمی کسی آدمی کو دیکھتا ہے۔ اور اس سے غائب ہو جاتا ہے اور
پھر دوسری بار اس کو دیکھتا ہے۔ تو معلوم کر لیتا ہے۔ کہ یہ وہی شخص ہے۔ جس کو اس نے پہلے
دیکھا تھا۔ اور یہ مطلب تب ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ کہ اس آدمی کی صورت دیکھنے والے کے
خیال میں باقی رہی ہو۔ تاکہ جب دوسری دفعہ اس کو دیکھے تو عقل جان لے کہ یہ محسوس صورت اسی
متخیل صورت جیسی ہے آخر کو یقین ہو گیا۔ کہ یہ وہی شخص ہے جو پہلے دیکھا تھا۔ [illegible]

تو یہ معرفت حاصل نہ ہوتی۔ انتظام عالم میں خلل آجاتا۔ اور کوئی آدمی کسی چیز کو نہ پہچان سکتا۔ اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی حاجتیں حفظ اور خیال کے وجود سے پوری ہوتی ہیں۔ اور قوتِ متفکرہ جس کا محل دماغ کا درمیانی حصّہ ہے۔ وہ قوت ہے کہ جو صورتیں دماغ کے اگلے حصّہ میں موجود ہوتی ہیں۔ ان کو ایک دوسرے کے ساتھ ملاتی ہے۔ اور ان ترکیبوں سے عجیب صورتیں پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً لعل کی صورت کو آدمی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ اور پہاڑ کی صورت کو بھی آدمی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ اور پھر قوت فکرت کے ساتھ ان دونوں صورتوں میں سے ایک کو دوسری کے ساتھ ملاتا ہے اور قوت فکر کے ساتھ لعل سے پہاڑ کی صورت کو الگ کر لیتا ہے۔ اور اگر قوت متفکرہ نہ ہوتی۔ تو آدمی کسی مجہول چیز کو معلوم نہ کر سکتا۔ اور ایسا ہونے سے چوپایہ جانوروں اور انسانوں میں کچھ فرق نہ رہتا۔ اور قوت تذکر یعنے یاد دلانے کی جو قوت ہم نے بیان کی ہے اس محل دماغ کا پچھلا حصّہ ہے۔ اس کی خاصیت یہ ہے۔ کہ جو چیزیں بھول جاتی ہیں۔ انہیں دوسری دفعہ اپنی یاد میں لاتی ہے۔ اور اسی واسطے مہتر عالم ص نے فرمایا ہے کَثْرَۃُ الْحِجَامَۃِ تُوْرِثُ النِّسْیَانَ۔ حجامت کی کثرت فراموشی پیدا کرتی ہے۔ کیونکہ بہت حجامت کرانے سے سر کی پچھلی طرف سے خون بہت کھچ جاتا ہے۔ اور اس سے دماغ کا پچھلا حصّہ ضعیف ہو جاتا ہے۔ اور قوت مذکورہ جو اس میں ہے وہ بھی ضعیف ہو جاتی ہے +

تیسری نوع دماغ کی پیدائش میں خدا کی عجائب حکمتوں میں سے یہ ہے کہ خدا نے دماغ کو سرد اور تر پیدا کیا ہے۔ اور دماغ کی سردی میں حکمت یہ ہے کہ اندیشہ دماغ سے ہوتا ہے۔ اور فکر یعنے اندیشہ کرنا حرارت کا سبب ہے۔ اس واسطے دماغ کو سرد پیدا کیا ہے۔ تاکہ اس کی سردی اس حرارت کے اعتدال کا سبب ہو جو فکر سے پیدا ہوتی ہے اور دماغ جل نہ جائے۔ اور دماغ کی تری میں یہ حکمت ہے کہ صورتوں کا یاد کرنا تب ممکن ہوتا ہے۔ کہ دماغ ان صورتوں کو قبول کرنے اور صورتوں کا قبول کرنا اس وقت آسان ہوتا ہے کہ قبول کرنے والی چیز تر ہو پس اس مطلب کے واسطے خدا نے دماغ کو تر پیدا کیا ہے +

چوتھی نوع دماغ کی پیدائش میں خالق عالم کی عجائبات سے یہ ہے کہ تخیل کے معنی ہیں محسوس صورتوں کی حفاظت کرنا۔ اور حواس سر کی اگلی طرف میں ہیں اس واسطے تخیل کا محل بھی سر کا اگلا حصّہ ہے اور حفظ کے معنی ہیں مضمون اور مطلب کا محفوظ رکھنا۔ اس واسطے اس کی جگہ سر کا پچھلا حصّہ ہے اور فکر کے معنی ہیں صورتوں اور نیز مطالب و معانی میں تصرف کرنا۔ اس واسطے اس

Marfat.com

قوت کامل دماغ کا دوسیالی بندوں پر ہے
کا خزانہ ہے۔ اور اس کی دوسری جانب عصبوں کا خزانہ ہے۔ اور

فصل ۲

(آنکھ کی پیدائش کے عجائبات)

اس حکمت کو بھی کئی ایک نوعوں میں بیان کیا گیا ہے۔ پہلی نوع یہ ہے کہ [illegible]
کے دس طبقے بنائے ہیں۔ نیچے کے طبقہ کو طبقہ صلبیہ کہتے ہیں۔ اور دوسرے کو
کوشکی بولتے ہیں۔ اور اس طبقہ شبکیہ کے درمیان آنکھ ہے گداختہ آبگینہ کی مانند
زجاجی کہتے ہیں۔ اور طوبت زجاجی کے درمیان بیچ کی مانند سپید اور مدور ایک
اس کو رطوبت جلیدی کہتے ہیں۔ اور اس کے اوپر مرغ کے انڈے کی سپیدی جیسا ایک
جسم اور ہے۔ اس کو رطوبت بیضی کہتے ہیں۔ اور اس کے اوپر مکڑی کے جالے کی مانند
ایک بہت پتلا طبقہ ہے۔ اس کو طبقہ عنکبوتی بولتے ہیں۔ اور اس کے اوپر ایک اور طبقہ
ہے۔ اس کو طبقہ بنی کہتے ہیں۔ اور اس کے اوپر ایک اور طبقہ ہے اسے قرنیہ کہتے ہیں
اور ان کے مجموعہ کا نام حدقہ ہے۔ اور اس حدقہ کے گرد سپید اور چرب گوشت ہے۔ اس کو
ملتحمہ کہتے ہیں۔ اور بعض کا قول ہے۔ کہ طبقہ قرنیہ ایک طبقہ نہیں بلکہ چار طبقوں سے مرکب
ہے۔ پس اس تقریر کے موافق آنکھ تیرہ طبقوں سے مرکب ہے۔ اور عالم اجسام کے بھی تیرہ
طبقے ہیں۔ چار عناصر کے اور نو افلاک کے۔ اس لئے آنکھ کے طبقوں کی تعداد عالم اجسام کے
طبقوں کی تعداد کے موافق ہوئی ہے۔ اور جس طرح عالم جسمانی کے ہر ایک طبقہ کے واسطے
مخصوص صفت ہے اور معین مقدار خاص چیز وہی حال آنکھ کے طبقوں کا ہے۔ پس ہر ایک
طبقے کا ان خاص خاص صفتوں کے ساتھ مخصوص ہونا اس امر کی قوی دلیل ہے۔ کہ قادر
مختار اور صانع حکیم کے خاص کرنے سے ہوا ہے۔ اللہ بہت بلند اور پاک ہے۔

دوسری نوع آنکھ کی پیدائش کے عجائبات سے یہ ہے۔ کہ بینائی کی جو جگہ ہے
عدس یعنے مسور کے دانہ سے کم ہے۔ اور اس تھوڑی سی جگہ میں تمام آسمانوں کی صورتیں سما جاتی
ہیں۔ اور آنکھ پر کچھ غبار اور کدورت نہیں آتی۔ پھر سورج چاند اور ستارے جو اس [illegible]
کے ذریعے دیکھے جاتے ہیں۔ اور یہ نہایت عجیب بات ہے۔ کہ [illegible]

Marfat.com

سورلوں کا ایسی چھوٹی سی جگہ کے ذریعے دیکھا جانا سمجھ میں نہیں آسکتا۔ پس ظاہر ہے کہ ایسا ہونا صانع عالم تعالیٰ وتقدس کی لاانتہا قدرت کے بغیر نہیں ہو سکتا +

تیسری نوع یہ ہے کہ سفیدی نور سے مناسبت رکھتی ہے اور سیاہی ظلمت سے۔ اور خالق عالم نے بینائی کا نور سیاہی میں رکھا ہے اور نابینائی کی ظلمت سفیدی میں تاکہ معلوم ہو جائے کہ آدمی کی پیدائش طبیعت اور علت کی تاثیر نہیں بلکہ اسکی قدرت اور ارادہ کی تاثیر ہے +

چوتھی نوع یہ ہے کہ آنکھ مثل آئینہ کے ہے اور آئینہ میں اس وقت صورتیں دکھائی دیتی ہیں جبکہ خوب صاف اور صیقل کیا ہوا ہو۔ اور کچھ غبار اور کدورت اس پر نہ ہو۔ اِس لئے خدا کی بے شمار حکمت نے ایسا بنا دیا کہ آدمی کے اختیار کے سوا ہی آنکھ کی پلکیں ہمیشہ متحرک رہیں تاکہ اس حرکت کے سبب حدقہ صاف اور بینائی کی قوت اپنے کمال پر رہے۔ اور یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مکھی کی آنکھ خدا نے بہت چھوٹی پیدا کی ہے۔ اِس سبب سے اُس کی آنکھ متحمل نہ تھی کہ اس پر پلکیں ہوں۔ جو حدقہ کو صاف کرتی رہیں۔ اِس لئے خدا تعالیٰ نے اُس کے دو ہاتھ ایسے پیدا کر دئے ہیں جن کو ہمیشہ وہ اپنی آنکھوں پر ملتی رہتی ہے۔ تاکہ اس کی آنکھیں پاک ہوں۔ اور حدقہ صاف رہے۔ اور اس کی بینائی کی قوت اپنے کمال پر باقی رہے۔ فطرت حکمت وجلت قدرت وعلت کلتہ۔ اسکی حکمت عظیم ہے۔ اور اس کی قدرت بزرگ ہے۔ اور اس کے کلمے کامل ہیں +

پانچویں نوع آنکھ کی پیدائش کے عجائب امور سے یہ ہے کہ جو حالت دل میں پیدا ہوتی ہے آنکھ میں بھی اس کا اثر ظاہر ہو جاتا ہے۔ اگر آدمی کے دل میں غضب ہو تو غصہ کا اثر آنکھ میں نمودار ہو جاتا ہے۔ اور اگر دل میں ندامت ہو تو ندامت کا اثر نمایاں ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جو حالت دل کی ہوگی آنکھ میں بھی اُس کا اثر دکھائی دے گا۔ اور دانا اول نے کہا ہے کہ تمام بدن اس گھر کی مانند ہے جو مٹی سے بنایا جاتا ہے۔ اور روح اس میں مثل شمع کے ہے۔ اور جس طرح شمع کی روشنی کا اثر شیشے پر پڑتا ہے۔ اُسی طرح رُوح کے نور کا اثر اِن دو نورانی آنکھوں پر پڑتا ہے +

فصل ۳

کانوں کی پیدائش کے فائدے۔ پہلا فائدہ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے کانوں کے

سوراخوں میں کڑوا پانی پیدا کیا ہے۔ تا [illegible]
اندر جانے کا ارادہ کرے تو اس پانی کی کڑواہٹ کے باعث اندر

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ خدا نے دو کان پیدا کئے ہیں۔ تاکہ [illegible]
اس کا کھٹکا دونوں طرف سے کانوں میں جمع ہو۔ اور اس سبب سے [illegible]
ہو جائے۔ اور جب کانوں کو اس فائدہ کے واسطے بنایا ہے۔ تو ان کا [illegible]
پیدا کیا۔ اگر ہڈی سے ہوتے تو کان کے بل سونے سے رنج پہنچتا۔ [illegible]
ہڈی سے پیدا کئے ہیں تاکہ ان سے جو فائدہ مطلوب ہے وہ حاصل ہوتا ہے [illegible]
دور رہے ✤

تیسرا فائدہ یہ ہے کہ کان کے سوراخ کو سیدھا پیدا نہیں کیا۔ بلکہ [illegible]
بنایا ہے۔ اور ایسا بنانے سے غرض یہ تھی۔ کہ کان کی گذرگاہ کا راستہ [illegible]
اگر کوئی قوی آواز کان میں پہنچے۔ تو جلدی ہی دماغ میں نہ پہنچ جائے۔ بلکہ بعد مسافت
سبب دیر تک راستہ ہی میں رہے۔ اور دماغ میں پہنچنے سے پہلے کوشش کرے کہ اس کو
سے دور کر دے ✤

چوتھا فائدہ یہ ہے کہ خدا نے دو آنکھیں تو اگلی طرف کو پیدا کی ہیں۔ اور دو کان
پچھلی طرف کو۔ کیونکہ آنکھیں دلایل کو دیکھتی ہیں۔ اور پھر عقل اس سے راستہ پاتی ہے۔ اور کان
دلائل کو سنتے ہیں۔ اور پھر عقل کو رہنمائی ہوتی ہے۔ اور جب آنکھوں کو کانوں پر مقدم کیا ہے۔
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عقلی دلائل نقلی دلائل پر مقدم ہیں ✤

پانچواں فائدہ کانوں کی پیدائش کے عجیب امور میں سے یہ ہے۔ کہ آنکھوں کا [illegible]
کو تو آنکھوں کا پردہ بنایا ہے۔ مگر کان کے واسطے کوئی پردہ پیدا نہیں کیا۔ اس کا سبب
ہے کہ آنکھوں کے متعلق جسموں اور رنگوں کا دیکھنا ہے۔ اور وہ ہمیشہ باقی اور موجود [illegible]
اگر پردہ نہ ہوتا تو آنکھ ہمیشہ دیکھتی رہتی۔ اور یہ آنکھ کے ضعف کا باعث ہوتا۔ اور کان
کے متعلق آواز ہیں۔ اور وہ ہر وقت باقی نہیں رہتے۔ اس لئے سمع کے واسطے [illegible]
نہیں کیا۔ کیونکہ اس کو کچھ ضرر نہیں پہنچتا ✤

Marfat.com

فصل ۴۴

ایک جماعت کی یہ رائے ہے۔ کہ سمع بصر یعنے آنکھ سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ اور اس مسئلہ کے صحیح اور درست ہونے پر اُنہوں نے پانچ دلیلیں بیان کی ہیں +

پہلی دلیل یہ ہے کہ کان سب طرف سے سُن لیتے ہیں۔ اور آنکھ ایک ہی طرف سے دیکھ سکتی ہے۔ اور جو چیز سب طرف سے سُن لے اور درک کر سکے۔ وہ اُس سے زیادہ فاضل ہوتی ہے۔ جو ایک ہی طرف سے درک کرے۔ اس لئے کان کو آنکھ پر فضیلت ہے +

دوسری دلیل یہ ہے کہ کلام کان کے ذریعہ سمجھ میں آتا ہے۔ اور کلام ہی عقل کے کمال کا باعث ہے۔ اور آنکھ رنگوں اور شکلوں کا ادراک کرتی ہے۔ اور یہ شہوات کی لذت کا سبب ہے اور حکمت کا کمال لذت کے کمال سے افضل ہے۔ اس لئے کان کو آنکھ پر فضیلت ہے +

تیسری دلیل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے کانوں کو آنکھوں پر مقدم رکھا ہے۔ فرمایا ہے۔ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ۔ مہر لگادی خدا تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر اور اُن کے کانوں پر اور اُن کی آنکھوں پر پردہ ہے۔ جب خدا تعالیٰ نے کانوں کو آنکھوں سے پہلے یاد کیا ہے۔ تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کان آنکھوں سے فضیلت اور بزرگی میں زیادہ ہیں +

چوتھی دلیل یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ پیغمبر اندھا ہو لیکن یہ جائز نہیں کہ بہرا ہو۔ کچھ سن نہ سکے کیونکہ پیغمبر کو اُمت کی گفتگو سُننے کی ضرورت ہے۔ تاکہ طالب حق کے سامنے حق کو بیان کرے اور تا حق کے پیرو کو ناحق کی پیروی پر تنبیہ فرمائے۔ اس سے ثابت ہوا کہ کان نبوت کی صحت کے واسطے ایک شرط ہے۔ اور آنکھوں کا ہونا شرط نہیں۔ اس لئے کان آنکھ سے زیادہ فضیلت رکھتے ہیں +

پانچویں دلیل یہ ہے کہ کان جو کچھ سنتے ہیں۔ وہ خدا کی ہستی پر دلیل ہے۔ اور آنکھیں جو کچھ دیکھتی ہیں۔ وہ بھی خدا کی ہستی پر دلیل ہے۔ مگر کان خدا تعالیٰ کے ناموں کو سُن لیتے ہیں۔ آنکھیں اُن کو نہیں دیکھ سکتیں۔ اس لئے کان آنکھوں سے افضل ہیں۔ اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ آنکھوں نے بھی اپنے قول کے درست ہونے پر دلیلیں بیان کی ہیں۔

Marfat.com

انکی پہلی دلیل یہ ہے کہ آنکھ کا ادراک کانوں کے ادراک سے زیادہ کامل ہوتا
واسطے یہ مقولہ کہا ہے لیس الخبر کالعیان بیان مشاہدہ کے بعد بیان نہیں ساور جب آنکھ
ادراک کانوں کے ادراک سے زیادہ کامل ہوتا ہے تو ضرور ہے آنکھیں کانوں سے فضیلت
میں بڑھی ہوئی ہوں +

دوسری دلیل یہ ہے کہ حکمائے بیان کیا ہے۔ کہ بینائی کا آلہ نور ہے۔ اور شنوائی کا آلہ
ہوا۔ اور سونگھنے کا آلہ بخار۔ اور ذوق کا آلہ پانی ہے۔ اور لمس کا آلہ خاک اور ان سب سے
نور زیادہ شریف ہے۔ اس لئے ضرور آنکھیں پانچوں حسوں سے زیادہ شریف ہیں +

تیسری دلیل یہ ہے کہ قوت باصرہ کا تصرف آٹھویں آسمان پر پہنچ جاتا ہے۔ کیونکہ ثوابت
یعنے ثابتہ ستارے آٹھویں آسمان میں ہیں۔ اور قوت باصرہ ان تمام کو دیکھ لیتی ہے لیکن
قوت سامعہ کا ایسا حال نہیں۔ اس کے تصرف کا محل بہت تھوڑا ہے۔ اس لئے آنکھوں
کو کانوں پر فضیلت ہے +

چوتھی دلیل یہ ہے۔ کہ قوت باصرہ کے آلات بہت ہیں۔ کیونکہ اس قوت کے وجود
کے واسطے تیرہ طبقے چاہئیں۔ اور اسی طرح بہت سے عضلہ یعنے پٹھلیاں ہیں۔ تاکہ اس
کا فعل کامل ہو لیکن کان کے آلات بہت تھوڑے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ
آنکھوں کو کانوں پر فضیلت ہے +

پانچویں دلیل یہ ہے کہ آنکھوں کے مدرکات بہت کثرت سے ہیں۔ مثلاً رنگ
روشنیاں۔ مقداریں۔ شکلیں وغیرہ۔ اور کانوں کی مدرکات آواز ہیں۔ ان کے سوا اور
کوئی چیز نہیں۔ اس لئے آنکھیں کانوں سے افضل ہیں +

فصل ۵

(ناک کے وجود کے فائدے۔ اس میں چار حکمتیں ہیں)

پہلی حکمت یہ ہے کہ بوؤں کے سونگھنے سے حیوانوں کو اس پر دلیل ملتی ہے کہ فلاں
چیز فائدہ دینے والی ہے یا ضرر پہنچانے والی ہے +

دوسری حکمت یہ ہے کہ ناک ہمیشہ سانس کے راستے سے ہوا کو اندر کھینچتا ہے
ہوا سے دل میں خنکی پہنچتی ہے۔ اور اگر یہ سانس منقطع ہو جائے تو حیوان اسی وقت مر جائے

تیسری حکمت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ناک کی گذرگاہ کو فراخ پیدا کیا ہے تاکہ سوراخوں میں بہت ہوا آجائے۔ اور ہوا کے بہت آنے میں تین فائدے ہیں۔

پہلا فائدہ یہ ہے کہ ہوا گلے کے راستے سے نیچے اُتر جاتی ہے۔ اور پھیپھڑے اور دل میں پہنچتی ہے۔ اور اگر کچھ لحظہ ہوا کی سردی ناک میں کم ہو جائے۔ تو پھیپھڑے اور دل کو اندر کی سوختہ ہوا سے رنج پہنچتا +

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ ناک کی ہوا سے کچھ حصہ دماغ میں جاتا ہے۔ اور جب اس ہوا کی سردی کم ہو جاتی ہے تو معتدل ہو کر دماغ میں پہنچتی ہے۔ اور اس سے دماغ کو ضرر اور نقصان نہیں ہوتا۔ اور اس پر دلیل یہ ہے کہ آدمی کو سرد ہوا میں سانس لینا بہت نقصان پہنچاتا ہے +

تیسرا فائدہ یہ ہے کہ جب ہوا ناک کے اندر کسی قدر گرم ہو جاتی ہے۔ تو بوؤں کے ادراک کا فعل کامل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ بوئیں حرارت کی قوت کے سوا ظاہر نہیں ہوتیں +

چوتھی حکمت ناک کے پیدا کرنے میں یہ ہے کہ ناک کی دو سوراخیں حرفوں کی سہولت کے ساتھ پیدا ہونے میں مددگار ہیں۔ اور اس کی دلیل یہ ہے۔ کہ اگر کوئی آدمی اپنی ناک پکڑ کر بند کر رکھے۔ تو بعض حروف کا بولنا اس کے واسطے مشکل ہو جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ناک کی گذرگاہ حرفوں کے پیدا کرنے میں بڑی مددگار ہے۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ سانس لینے کا فائدہ بہت بڑا ہے۔ کیونکہ جب حیوان ایک دفعہ ناک کے ذریعہ سانس لیتا ہے۔ تو وہ ہوا ناک کے اندر چلی جاتی ہے۔ اور پھر حلق میں جاتی ہے۔ وہاں وہ زیادہ معتدل ہو جاتی ہے۔ اگر ہوا میں کچھ غبار یا بخار ہوتا ہے۔ وہ اجزا حلق سے چمٹ جاتے ہیں۔ اور صاف اور معتدل ہوا انسان کے پھیپھڑے میں پہنچتی ہے۔ اور جتنے عرصہ میں پھیپھڑا ایک دفعہ سانس لیتا ہے۔ اسی قدر عرصہ میں دل پانچ دفعہ حرکت کر جاتا ہے اور وہ ہوا بتدریج پھیپھڑے سے دل میں پہنچتی ہے۔ اور اس معتدل ہوا کے ذریعے دل کی حرارت غریزی مداعتدال پر رہتی ہے۔ اس کے بعد اس ہوا کی بوئیں دل سے بڑی رگوں میں چلی جاتی ہیں۔ اور پھر بڑی رگوں سے چھوٹی رگوں میں اور چھوٹی رگوں سے دماغ کی تمام جزوں میں پہنچ جاتی ہیں۔ اور اس ہوا کا اثر بدن کے تمام اجزا پر ہوتا ہے۔ اور تمام بیماریاں فاسد بخاروں سے ملی ہوئی ہوتی ہے۔ تو پھر بھی اسی راستے سے اندر آتی جاتی

Marfat.com

ہے۔ اور لوٹتی ہوئی بدن کے عمق سے چھوٹی رگوں [illegible]
وہاں سے پھیپھڑے میں۔ پھر دل میں اور عمق اور ناک سے ہوتی ہوئی [illegible]
یہ تمام حالات جو ہم نے بیان کئے ہیں۔ صرف ایک سانس کے ہیں [illegible]
اگر یہ ایک سانس منقطع ہو جائے تو حیاتی باطل ہو جاتی ہے۔ اور جب یہ [illegible]
تو اس کے بعد ہم کہتے ہیں۔ کہ علما نے اللہ تعالےٰ کی ان پر رحمت ہو۔ فرمایا ہے کہ ایک
دن میں آدمی چوبیس ہزار سانس لیتا ہے پس اس سے ظاہر ہے کہ ایک [illegible]
انسان کو حیات کا ۲۴ ہزار خلعت عطا ہوتا ہے۔ اور جب یہ معلوم ہو گیا [illegible]
پر ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی نعمتوں کی کثرت کا حال ظاہر ہوتا ہے۔ اسی واسطے ارشاد
ہے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا۔ اگر تم اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کا شمار کرو [illegible]
شمار نہیں کر سکو گے +

فصل ۶

مُنہ کے فائدے

آدمی بدن اور رُوح سے مرکب ہے۔ اور مُنہ ان دونوں کی مصلحت کا باعث
ہے۔ اور مُنہ کا جان کے واسطے مصلحت کا باعث ہونا دو وجہ سے ہے

پہلی وجہ یہ ہے کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ کہ جب آدمی سانس کو اندر کھینچتا ہے تو
وہ اندر جا کر گرم ہو جاتی ہے۔ اور جب گرم ہو جاتی ہے۔ تو پھر اس کو باہر نکالتا ہے۔ اس لئے
پیدا کرنے والے نے جو بلند اور پاک ہے اپنی حکمت سے ایسا کیا ہے کہ سانس کے باہر
آنے سے آواز پیدا ہو۔ پھر سانس کے راہ گذر میں حلق اور تالو اور زبان اور دانتوں اور
لب پر اس کے اٹکنے کے مقام بنا دئے یعنی ان مقاموں پر سے اٹکتا ہوا باہر آتا ہے
اور ان اٹکاؤ کے مقاموں کے ہونے کی وجہ سے آواز مُنقطع ہو جاتا ہے۔ اور آواز کے
مُنقطع ہونے سے حروف پیدا ہوتے ہیں۔ اور حرفوں سے کلام بنتا ہے۔ اور کلام سے
ارواح اور عقول کا کمال معلوم ہوتا ہے۔ پس اس جگہ اگر اچھی طرح سے فکر کیا جائے تو
کی بہت ہی عجیب حکمت معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ سانس لینے سے اصلی مقصود [illegible]
تاکہ حرارت غریزی کا اعتدال باقی رہے۔ لیکن جب ہوا اندر جا کر [illegible]

Marfat.com

اس کی مقصود نہیں ہوتا۔ بلکہ ضرورت کے واسطے ہوتا ہے پس اُس پیدا کرنے والے حکیم نے اس فضلہ کے دفع کرنے کو آواز کے حرفوں کا سبب بنا دیا ہے۔ اور سب روحانی مصلحتیں کلام کے سپرد کر دی ہیں۔ پس اس سلسلے پر نگاہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کلام ایک ایسا وسیع سمندر ہے۔ کہ اُس کا کوئی کنارہ نہیں۔ اور جب ایسی چیز کو کہ وہ اصلی مقصود نہیں۔ ایک ناپیدا کنار سمت دیا ہے۔ تو اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مخلوق کی پیدائش میں خدا تعالیٰ کی حکمتوں کے بھید اس قدر ہیں کہ ان کی کوئی نہایت نہیں +

دوسری وجہ آوازوں کے فائدہ کے بیان میں یہ ہے۔ کہ عالم کے پیدا کرنے والے نے جو بلند اور پاک ہے مختلف چیزیں پیدا کی ہیں۔ اور جیسے اُن میں سے دو صورتیں بھی ایک دوسری کی مانند نہیں ہوتیں۔ اسی طرح دو آواز بھی ایک دوسرے کے مشابہ نہیں ہوتے اس کی وجہ یہ ہے کہ آوازوں کا اختلاف لوگوں کی تمیز کا باعث ہوتا ہے۔ اگر کوئی اندھا بھی کسی آدمی کا آواز سُن لیتا ہے۔ تو وہ اس کو پہچان لیتا ہے۔ اور غیر سے اُسکی تمیز کر لیتا ہے اور یہ صانع عالم کی کمال قدرت اور حکمت پر ظاہر دلیل ہے جیسا کہ فرمایا ہے۔ وَاختلاف السنتکم والوانکم تمہاری زبانوں اور رنگوں کو اختلاف اور اس امر کا بیان کہ مُنہ بدن کی مصلحت کا سبب ہے یہ ہے کہ ظاہر ہے کہ بدن کو غذا کی حاجت ہے۔ اس واسطے خالق حکیم نے غذا کھانے کے سب آلے مُنہ میں پیدا کئے ہیں۔ اور اس میں بہت حکمتیں ہیں +

پہلی حکمت یہ ہے۔ کہ خدا نے دانت پیدا کئے ہیں۔ اور دانتوں کے پیدا کرنے میں دو فائدے ہیں۔ پہلا فائدہ یہ ہے کہ دانتوں کے سبب سے آواز کے مُقطّع ہونے سے بعض حروف پیدا ہوتے ہیں۔ اور حروف کلام کا مادہ ہیں +

دوسری حکمت یہ ہے کہ خدا نے اس واسطے مُنہ میں دانت پیدا کئے ہیں۔ کہ وہ غذا کے چبانے اور کاٹنے اور توڑنے کا آلہ ہوں۔ اور پھر دانتوں کی پیدائش میں کئی طرح کی حکمتیں بھری ہیں کیونکہ جب آدمی غذا مُنہ میں رکھنی چاہتا ہے۔ تو پہلے کسی ایسی چیز کی ضرورت پڑتی ہے۔ کہ اُس سے غذا کو کاٹے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے حیوانوں کے اگلے دانتوں کو چھدرا پیدا کیا ہے۔ اور ان کے سروں کو چاقو کی مانند تیز بنایا ہے تاکہ غذا کو اپنے دانتوں سے کاٹ سکے۔ اور ان کاٹنے والے دونوں دانتوں کے پہلوؤں پر دو اَور دانت جن کو ناب کہتے ہیں پیدا کئے ہیں۔ اور ان کو گول تیز سروں والے پیدا کیا ہے۔ تاکہ ان سے چیزوں

Marfat.com

کو توڑے ۔ان کے بعد منہ میں اور بھی بڑے دانت پیدا کئے ہیں جو
چوڑے اور سخت ہیں ۔ اور یہ اس واسطے ہیں ۔ کہ طعام کو پیس لیں جیسے چکی پیستی
ہے ۔ اور اگر ایسا ہوتا کہ چوڑے سر والے دانت منہ کی اگلی طرف ہوتے اور تیز سر والے
دانت ان کی بجائے منہ کی جڑھ میں ہوتے ۔ تو یہ تمام مصلحتیں باطل ہو جاتیں ۔ اور دانتوں
کے وجود سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوتا +

تیسری حکمت دانتوں کے وجود میں یہ ہے کہ جو اگلے دانت ہیں ان کا کام صرف
کاٹنا ہی تھا ۔ اور غذا کے پیسنے کی نسبت یہ عمل ضعیف ہے ۔ اس واسطے یہ دانت اتنے بڑے
نہیں بنائے جتنے کہ دوسرے ہیں ۔ اور ان کی جڑ بھی ایک ہی ہے زیادہ نہیں اور بڑے
دانت جو طعام کو پیستے ہیں ۔ ان کا کام قوی تھا ۔ اس واسطے ان کو بڑا بنایا ۔ اور ان کے
بڑا ہونے کی وجہ سے ان کی جڑیں بھی ایک سے زیادہ پیدا کی ہیں ۔ کیونکہ جو جسم بڑا ہوتا ہے
اس کی جڑیں بھی چھوٹے جسم کی نسبت زیادہ ہونی چاہئیں ۔ تاکہ جڑوں کی کثرت کے سبب
وہ زیادہ مستحکم اور مضبوط ہو ۔ اور معلوم ہونا چاہیئے کہ جو دانت اوپر کی طرف ہیں ۔ ان میں سے
ہر ایک کی تین یا چار جڑیں ہوتی ہیں ۔ کیونکہ نیچے کے دانت اس چیز کے مشابہ ہوتے ہیں
جو اپنی قرار گاہ میں ٹھیری ہوئی ہوتی ہے ۔ اس لئے ان کو زیادہ مضبوطی کی ضرورت نہیں
ہوتی ۔ اور اوپر کے دانت اس چیز سے مشابہ ہوتے ہیں ۔ جو معلق ہوتی ہے ۔ اس لئے ان
کو مضبوطی کی زیادہ کی ضرورت ہوتی ہے فَسُبْحَانَهُ مَا اَعْظَمَ شَانَهُ +

چوتھی حکمت دانتوں کی پیدائش میں یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے منہ کو دانتوں سے
زینت اور آرائش بخشی ہے ۔ کیونکہ سفیدی اور صفائی میں یہ مروارید کی مانند ہیں ۔ اسی واسطے
دانتوں کو ایک لڑی میں اس طرح مرتب کیا ہے ۔ جیسے مروارید ایک لڑی میں پروئے
ہوئے ہوتے ہیں پس اس بیان سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ دانت بولنے اور غذا کھانے
کی مصلحت کے حصول کے سبب ہیں ۔ نیز زینت کے کمال کے حصول کا سبب پاک ہے وہ
پیدا کرنے والا کہ جسکے ہر ایک فعل سے اسکی قدرت کی اس قدر بیشمار دلائل اور اسکی وحدانیت
کے بے انتہا ثبوت ظاہر ہیں +

دوسری نوع منہ کی پیدائش کے عجائبات میں یہ ہے کہ منہ میں ہمیشہ شیریں رطوبت
موجود رہتی ہے ۔ اور اس میں بہت سی حکمتیں ہیں +

Marfat.com

دوسری حکمت یہ ہے کہ جب غذا منہ میں رکھتے ہیں۔ تو اس کو دانتوں سے چباتے ہیں اور چبانے کے وقت وہ غذا منہ کے پانی سے ملکر تر ہو جاتی ہے۔ اور اس رطوبت کے ذریعہ منہ اور حلق میں غذا کے پہنچنے سے لذت حاصل ہوتی ہے۔ اور اگر منہ میں یہ رطوبت نہ ہوتی تو غذا سوکھی رہتی۔ اور اس کا مزا منہ میں نہ پہنچتا۔ اور اس سے کچھ لذت حاصل نہ ہوتی۔ دوسری حکمت یہ ہے اگر آدمی خشک غذا کھائے تو منہ کا پانی منہ میں اسقدر جمع ہو جاتا ہے کہ وہ اس خشک غذا کو کھالے۔ اگر انسان کے پاس دو روٹیاں ہو اور ان میں سے ایک یا دونوں کھائے تو پانی منہ میں اتنا جمع ہو جاتا ہے کہ ان کو تر کر دے اور وہ گوندھی جائیں۔ اور اگر انسان طعام نہ کھائے اور اسقدر پانی منہ میں جمع کرنا چاہیے۔ تو جمع نہیں کر سکتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس شیریں رطوبت کو حاجت کے اندازہ کے موافق منہ میں پیدا کیا ہے اور جسقدر ضرورت ہوتی ہے اسی قدر وقت پر ظاہر کر دیتا ہے تیسری حکمت یہ ہے۔ کہ منہ چکی کی مانند ہے اور جو پانی اس چکی کو پھراتا ہے وہ معدہ کی گہرائی سے اوپر آکر حرکت دیتا ہے اور لوگ جب اس مشہور چکی کو پھرانا چاہتے ہیں تو پانی کو چکی کے اوپر جاری نہیں کرتے۔ بلکہ چکی کے نیچے جاری کرتے ہیں۔ اور اس سے چکی پھرتی ہے۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ اس بابت میں جو طبیعت کا قلب کیا ہے یعنے الٹ کیا ہے اور اوپر کا کام نیچے سے لیا ہے یہ صانع مختار کی تقدیر سے ہی ہوا ہے اسکے سوا نہیں ہوا۔ چوتھی حکمت یہ ہے کہ جس وقت طعام دانتوں میں چبایا جاتا ہے اس وقت طعام کی بعض جڑیں دانتوں سے باہر نکل پڑتی ہیں۔ اسلئے اس پیدا کرنیوالے حکیم نے جو بلند اور پاک ہے ایسا کر دیا ہے کہ زبان اس طرح حرکت کرتی ہے کہ غذا کی جو جڑیں چبانیکے وقت دانتوں سے باہر نکل پڑیں ان کو پھر دوسری دفعہ دانتوں میں لے آئے۔ اور زبان کی حرکت اسطرح ہوتی ہے کہ طعام کو دانتوں کے نیچے رکھے۔ اور اس کو دانتوں سے نادر حالت کے سوا کوئی صدمہ نہ پہنچے اور یہ بہت ہی عجیب حکمت ہے اور بدن انسان کی تقدیر اور تدبیر میں صانع عالم کی کامل حکمت پر دلیل ہے۔ پانچویں حکمت یہ ہے کہ ہم نے بیان کیا ہے کہ اگلے دانتوں کو چوڑے اور تیز سروں والے پیدا کیا ہے تاکہ وہ چھاتو کی طرح طعام کو کاٹیں۔ اور اس میں خدا نے ایک عجیب حکمت رکھی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جس وقت حیوان طعام کو کاٹنا چاہتا ہے۔ اس وقت اوپر نیچے کے دانتوں کے سرے ایک دوسرے کے برابر ہو جاتے ہیں۔ اور اس سے وہ طعام کٹ جاتا ہے۔ اور جس وقت طعام کاٹنے میں مصروف نہیں ہوتے۔ اس وقت اوپر اور نیچے کے دانتوں کے سرے

Marfat.com

ایکدوسرے کے برابر نہیں ہوتے بلکہ نیچے کی [illegible]
اوپر کی طرف کے دانت نیچے کے دانتوں کے آگے [illegible]
مقابل میں ہی رہتے تو دانتوں کے سرے گھس جاتے بلکہ [illegible]
اپنی کمال صحت سے ایسا بنا دیا ہے کہ ضرورت کے وقت تو ایک [illegible]
رہیں۔ تاکہ وہ حاجت رفع ہو جائے۔ اور حاجت کے سوا آگے پیچھے [illegible]
الظاہرۃ والقدرۃ القاہرۃ اپنی ظاہر حکمت اور غالب قدرت میں خدا تعالیٰ بزرگ اور برتر

فصل ۷

(انسان کے چہرہ کے عجائب امور)

خالق عالم نے جو سب سے زیادہ بلند اور پاک تر ہے تمام حواسوں کو سر میں پیدا کیا ہے اور
بدن کے اوپر بنایا ہے تاکہ یہ حواس بھی بدن کے اوپر رہیں۔ وجہ یہ ہے کہ جس طرح دیدبان جب
جب چاہتا ہے کہ دور سے کوئی چیز دیکھے تو اونچی جگہ پر چڑھ جاتا ہے اسی واسطے حواس بھی اونچی
جگہ پر پیدا کیا ہے تاکہ دور سے چیزوں کو دیکھ سکیں۔ دوسری نوع اس حکمت کے عجائبات
ہے۔ کہ ایک دن ایک آدمی نے عمر رضؓ بن خطاب کے پاس بیان کیا کہ یہ شطرنج کی ترکیب بہت ہی
ہے کیونکہ کپڑے کے اسقدر چھوٹے سے ٹکڑے میں ہزارہا قسم کی عجیب و غریب کھیلیں
میں آئی ہیں۔ حضرت عمر رضؓ نے جواب دیا کہ آدمی کا چہرہ اس سے بھی زیادہ عجیب ہے
کیونکہ آدمی کے چہرے کا ٹکڑا شطرنج کے ٹکڑے سے بہت ہی چھوٹا ہے اور
کے سامان کی ہر ایک چیز اپنے خانے سے نکلکر مختلف خانوں میں پھرتی رہتی ہے
جو اعضا آدمی کے چہرے پر ہیں وہ اپنی جگہ سے اِدھر اُدھر حرکت نہیں کرتے
شطرنج کے ٹکڑے میں بہت سی کھیلیں وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ تو چہرہ کے ٹکڑے
بہت ہی عجیب ظاہر ہوتی ہیں۔ چنانچہ مشرق سے لیکر مغرب تک جاؤ
نہیں پاؤ گے۔ جو من کل الوجوہ ایک سے ہوں۔ اور یہ خداوند تعالیٰ کی
اور حکمت پر ظاہر دلیل ہے ۔

تیسری نوع حکمت کے عجائب کی یہ ہے کہ خدا نے آنکھ میں شور اور کانوں
اور ناک میں ناخوش اور منہ میں میٹھا پانی پیدا کیا ہے۔ اور یہ [illegible]

Marfat.com

اور اس چھوٹے سے ٹکڑے میں چار قسم کا پانی جو مزے اور طبیعت اور صفت میں ایک دوسرے سے مختلف ہے پیدا کرنا کامل قدرت اور حکمت کے سوا ناممکن ہے +

چوتھی نوع یہ ہے۔ کہ امیر المومنین علی رضؓ نے فرمایا ہے۔ پاک ہے وہ پیدا کرنے والا۔ جس نے بینائی کی قوت چربی کے ایک ٹکڑے میں رکھی ہے۔ اور شنوائی کی قوت ہڈی کے ٹکڑے میں۔ اور گویائی یعنے باتچیت کرنے کی قوت گوشت کے ٹکڑے کو عطاء کی ہے +

فصل ۸

(خدا کی حکمت کے ساتھ آدمی کے بدن کی مشابہت میں)

حکماء نے کہا ہے کہ آدمی کا بدن اس گھر کی مانند ہے جس میں آدمی کی سب ضروری چیزیں موجود ہوتی ہیں۔ پس اس گھر میں بلند جگہ پر مثل دریچہ کے سات سوراخ جو سر میں ہیں وہ مثل ان روزنوں کے ہیں جو دریچے میں ہوتے ہیں اور سر کا درمیانی حصہ گھر کے ایوان کے مثل ہے اور منہ گھر کے دروازہ کی مانند ہے اور ناک اس طاق کی مثل ہے جو گھر کے دروازہ کے اوپر ہوتا ہے اور دونوں لب گھر کے دروازہ کے دونوں کواڑوں کی مانند ہیں۔ اور دانت ایسے ہیں جیسے دروازہ کے چوکھٹ کی دونوں طرف کی لکڑیاں۔ اور زبان دروازہ پر دربان کی مانند ہے۔ اور منہ مضبوط دیوار کی مانند ہے جو دراصل گھر ہوتی ہے۔ اور چہرہ گھر کے دروازہ کے سامنے کی مانند ہے۔ اور پیٹھ گھر کے نگاہبان اور چوکیدار کی مانند ہے۔ اور اس میں سانس کی آمد و رفت اس ٹھنڈی ہوا کی مانند ہے۔ جو گرم گھر میں سے گذرتی ہے۔ اور دل گھر کے زمستان خانہ کی مانند ہے۔ اور پھیپھڑا مثل باورچی خانہ کے ہے۔ اور جگر مع اس خون کے جو اس میں موجود رہتا ہے مثل شراب خانہ کے ہے۔ اور رگیں ان گذرگاہوں کی مانند ہیں جو گھر میں ہوتی ہیں۔ اور تلی مثل اس مٹکے کے ہے جس میں میل اور تلچھٹ جمع ہوتی رہے۔ اور پتا سلمخانہ کی طرح ہے۔ اور اعضاء مثل پاخانہ کی ہیں۔ اور مثانہ گھر کے آبخانہ کی طرح ہے۔ اور نجاست اور پسینہ کے نکلنے کے دونوں راستے اُن گذرگاہوں کی مانند ہیں جن میں سے مکانوں کی نجاست جاتی ہے۔ اور دونوں پاؤں مثل سواری کے ہیں جس پر آدمی سوار ہوتا ہے۔ اور ہڈیاں ستونوں کی مانند ہیں جن پر گھر کی بنا ہوتی ہے۔ اور گوشت اُس گارے کی طرح ہے جو دیواروں کو لیپنے میں ہے۔ اور پٹھے ان رسیوں کی مانند ہیں۔ جنکے ذریعہ لکڑیوں کو ایک

Marfat.com

دوسری سے جکڑتے ہیں۔ پس بہت ہی پاک ہے وہ خدا تعالیٰ جس نے ایسا
بدن کی منزل میں اسقدر مصلحتیں تیار فرمائی ہیں۔ اور جب روح انسان کے بدن میں
تو ایسا ہی ہوتا ہے جیسے بادشاہ کسی شہر میں آتا ہے۔ اور اس کی بینائی کا آلہ آنکھیں ہیں
اور شنوائی کا کان۔ اور سونگھنے کا ناک۔ اور ذوق کا آلہ منہ اور چھونے کا ہاتھ ہیں اور یہ
کاموں کے کرنے میں نفع دینے والا آلہ ہیں۔ اور پاؤں اُسکے چلنے کا آلہ ہیں۔ اور اس کے
خیال کرنے کا آلہ مقدم دماغ ہے۔ اور اس کے حکم کرنے کا آلہ دماغ کا درمیانی حصہ ہے
اور اُس کے ذکر کرنے کا آلہ مؤخر دماغ ہے۔ اور اُن تمام حکمتوں سے مقصود یہ ہے کہ روح
اس جہان میں خدا کی محبت اور معرفت میں مشغول رہے۔ تاکہ بدن کو چھوڑنے کے وقت نیک
لوگوں کے گروہ میں سے ہو۔ اور یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ انسان کے اعضا کے فوائد کے متعلق
بہت اور کچھ کہا جاسکتا ہے۔ بہت اور بھی لمبی چوڑی گفتگو ہے اور ان کی تشریح میں کئی جلدیں لکھی جاتیں
پھر بھی کافی نہ ہوتیں۔ ہم اس کتاب میں طوالت کے خوف سے اسیقدر پر قناعت کرتے ہیں ✤

باب ۴

(انسان کے روح کی معرفت اور اسکے احوال تین فصلوں میں)

فصل ۱

(روح کی حقیقت)

حکماء نے کہا ہے کہ روح ایک جوہر ہے۔ جو مقدار اور حجم سے مجرد ہے۔ اور بدن سے
اس کا تعلق تصرف اور تدبیر کا تعلق ہے۔ اور اس دعوے کی تصدیق کے واسطے انہوں
نے دلائل بیان کئے ہیں۔ جو بعض عقلی ہیں اور بعض نقلی۔ عقلی دلیلیں دس ہیں ✤

پہلی یہ ہے کہ ذات واجب الوجود تقسیم کو قبول نہیں کرتی یعنے اس کی جزوں نہیں ہوتیں
اور جب تقسیم کو قبول نہیں کرتی۔ تو یہ موصوف ہے۔ اس لئے جو چیز اس علم سے موصوف
ہوگی وہ بھی ناقسمت پذیر ہوگی۔ اور جو چیز متحیز یا متحیز چیز میں حال ہوتی ہے۔ قسمت
کئے ہوئے وہ تقسیم کو قبول کرنے والی ہوتی ہے۔ اس لئے اس بیان سے لازم آتا ہے کہ
انسان کی حقیقت ایک جوہر ہے حجم اور مقدار سے مجرد ✤

دوسری دلیل یہ ہے کہ ہم دریاؤں اور پہاڑوں کی صورتوں کو ذہن میں لاسکتے ہیں۔ اور یہ صورتیں ذہن میں آجاتی ہیں۔ تو اُن کا محل یا جسمانی ہے یا روحانی۔ اور یہ محال ہے گمان صورتوں کا محل جسمانی ہو۔ کیونکہ وہ صورتیں ہمارے تمام بدن کی نسبت بہت ہی بڑی ہیں اور بڑی صورت چھوٹے محل میں نہیں سما سکتی۔ اِس لئے ضرور ہے کہ اُن صورتوں کا محل جسمانی نہ ہو۔ بلکہ روحانی ہو +

تیسری دلیل یہ ہے کہ اگر حیات اور علم اور قدرت کا محل جسم کی جزیں ہوں۔ تو دو حال سے باہر نہیں ہوگا + یا تو جسم کی ہر ایک جُزو کے ساتھ ایک علم مع اپنی تعریف کے قائم ہوگا۔ یا ہر ایک جُزو کے مجموعہ کے ساتھ پہلی حالت باطل ہے۔ اگر باطل نہ ہو۔ تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ جسم کی جزوں میں سے ہر ایک جُزو عالم اور قادر اور حیّ ہو۔ اور جب ہر ایک جُزو ایسی ہے۔ تو ایک حیّ اور عالم اور قادر نہیں ہوگا۔ بلکہ بہت چیزیں حیّ اور عالم اور قادر ہونگی۔ اور یہ بدیہی عقل کے نزدیک بھی محال ہے۔ اور دوسری قسم بھی باطل ہے۔ کیونکہ اگر یہ مانا جائے۔ کہ ہر ایک جُزو کے مجموعہ سے علم اور قدرت قائم ہے۔ تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ایک عرض بہت محلوں کے ساتھ قائم ہے۔ اور یہ بھی محال ہے۔ اگر کوئی سائل یہ کہے۔ کہ اِس بحث میں یہ کہا جاتا ہے۔ کہ علم اور قدرت ایک جوہر فرد کے ساتھ قائم ہے۔ تو اس کا جواب ہم یہ دیتے ہیں۔ کہ جوہر فرد کا ہونا محال ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جو چیز متمیز ہوگی۔ اس کی دو جانبیں ہونگی۔ اور جو ایسی ہوگی وہ ضرور منقسم ہوگی۔ اس لئے جوہر فرد کا ہونا محال ہے +

چوتھی دلیل ہر ایک آدمی بدیہی عقل سے اس بات کو جانتا ہے کہ فلاں آدمی وہی ہے جو اس وقت سے دس سال پہلے تھا۔ اور یقینی طور پر یہ بھی جانتا ہے۔ کہ اس کے بدن کی جزیں وہ نہیں جو پہلے تھیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کا بدن گرم و تر ہے۔ اور جب حرارت رطوبت میں اثر کرتی ہے۔ تو بخارات بدن سے جدا ہوتے ہیں۔ اور غذا کی جزیں ان کے قائم مقام ہوتی ہیں۔ اور یہ عمل ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ اس لئے لازم آتا ہے۔ کہ حقیقت انسان جو باقی ہے وہ جسم کی ان جزوں کے سوا ہے +

پانچویں دلیل یہ ہے کہ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کسی مہم کے کام میں ایسے مشغول ہوتے ہیں۔ کہ اُس وقت اپنے تمام ظاہری اور باطنی اعضا کے احوال سے غافل ہو جاتے ہیں لیکن اپنی حقیقت سے غافل نہیں ہوتے۔ کیونکہ اس حال میں جب یہ کہتے ہیں۔ میں گیا۔

میں نے کہا۔ میں نے دیکھا میں نے سُنا۔ تو اس سے
نہیں سا اور جب یہ ٹھیک ہے۔ کہ آدمی جس وقت اپنے اعضا
ہوتا ہے۔ اُس وقت بھی اپنے آپ کو جانتا ہے۔ تو اس سے ثابت ہوتا ہے
کے جوارح اور اعضا کے سوا اس کی حقیقت ایک چیز اور ہی ہے ۔

چھٹی دلیل یہ ہے۔ کہ چالیس سال کے بعد آدمی کے تمام اعضا میں تغیر
ہے۔ اگر انسان کی عقلی قوت جسمانی ہو۔ تو لازم آتا ہے کہ چالیس سال کے بعد اس میں
نقصان آنے لگ جائے ۔ اور جب یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ عقلی قوت برحق ہے۔ اس
ثابت ہوتا ہے کہ عقلی قوت۔ جسمانی نہیں ۔

ساتویں دلیل یہ ہے کہ جس جسم میں کوئی نقش ظاہر ہو۔ جب تک اس میں
رہتا ہے۔ کوئی دوسرا وہاں نہیں آسکتا۔ اور عقلی قوت کا حال اسکے برخلاف ہے
میں جب کوئی عقلی نقش آتا ہے۔ تو عقل کو باوجود موجود ہونے دوسرے نقشوں کے
کرنا زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔ پس اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ قوت عقلی جسمانی نہیں ۔

آٹھویں دلیل یہ ہے کہ انسان اپنے تمام اعضاء کی اپنی طرف مضاف کرتا ہے۔
اور کہتا ہے میرا سر۔ میرے پاؤں۔ میرا دماغ۔ پس اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان کی
ذات کی حقیقت جسکی طرف وہ اپنے تمام اعضا مضاف کرتا ہے۔ ان اعضا کے سوا اور
ہی ہے ۔

نانویں دلیل یہ ہے کہ فکر کرنا گرمی اور خشکی کا باعث ہے۔ اور فکر نفس کے کمال کا
باعث ہے۔ اور گرمی اور خشکی سے جسم تحلیل پاتا ہے۔ پس اگر نفس اور جسم ایک ہی چیز ہوتی
تو اس سے یہ لازم آتا۔ کہ فکر ایک ہی چیز کے کمال کا باعث ہو۔ اور اسی کے نقصان کا
موجب اور ایسا ہونا محال ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نفس جسم کے سوا ہے ۔

دسویں دلیل یہ ہے کہ خواب جسمانی قوتوں کے نقصان کا باعث ہے۔
کے وقت قوت باصرہ اور سامعہ وغیرہ معطل اور بیکار رہ جاتی ہیں۔ لیکن
کے قوی ہونے کا موجب ہے۔ کیونکہ جب آدمی سو جاتے ہیں۔ تو ان کے
قوت حاصل ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ تمام عالم پر مطلع ہو جاتا ہے۔ پس
ہے۔ کہ روحانی قوتیں جسمانی نہیں ۔

Marfat.com

[illegal] اللہ تعالیٰ نے آدمی کی پیدائش میں سات مرتبے بیان
[illegal] جسمانی بدن سے علاقہ رکھتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا ہے لَقَدْ خَلَقْنَا
[illegal] مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِيْنٍ ثُمَّ كَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا۔ پیدا کیا ہم نے انسان کو سلالہ مٹی
[illegal] خلاصے سے۔ پھر بنایا ہم نے اُس کو نطفہ محفوظ جگہ میں۔ پھر بنایا ہم نے نطفے کو علقہ۔
[illegal] بنایا ہم نے علقے کو مضغہ۔ پھر بنایا ہم نے مضغہ کو ہڈیاں۔ پھر پہنایا ہم نے ہڈیوں کو
[illegal] سے۔ ان مرتبوں میں سے پہلا سلالہ ہے۔ دوسرا نطفہ تیسرا علقہ۔ چوتھا مضغہ۔
پانچواں ہڈیاں۔ چھٹا گوشت ہے۔ اور ساتواں مرتبہ جو رُوح کا پھونکنا تھا۔ اُسکی نسبت
فرمایا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ پھر پیدا کیا ہم نے اس کو ایک دوسری پیدائش۔ اور اگر
حیات اس صفت سے مراد ہوتی جو جسم میں حادث ہوتی ہے تو اُسکو خَلْقًا آخَرَ نہ کہا جاتا۔
پہلے چھ مرتبوں میں جسم کے احوال کے تغیرات سے مقصود تھا۔ اِس لئے اِن مرتبوں
میں کسی کی نسبت یہ نہیں فرمایا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ اور جب رُوح کے پھونکنے کے وقت
یہ فرمایا ہے ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روح عالم جسمانی سے نہیں۔

بارھویں دلیل یہ ہے کہ حدیثوں میں آیا ہے کہ جبریل علیہ السلام کے کئی ہزار پر ہیں
اور یہ بھی وارد ہے۔ کہ جبریل علیہ السلام روحانی چیز ہے۔ جسمانی نہیں۔ اور کبھی بڑے جسم کے
ساتھ ظاہر ہوتا ہے۔ کبھی چھوٹے کے ساتھ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ رُوح عالم
جسمانی سے نہیں۔

فصل ۲

اس بیان میں کہ رُوح کا پہلا متعلق دل ہے۔ اور پھر
دل کے ذریعہ تمام دوسرے اعضا کے ساتھ متعلق ہوتا ہے

ایک جماعت کی رائے یہ ہے۔ کہ آدمی کے جسم میں تین نفس ہیں۔ ایک فکر کرتی ہے۔
[illegal] اس کا محل دماغ ہے۔ دوسرا غضبی ہے۔ اس کا محل دل ہے۔ تیسرا شہوانی ہے
[illegal] جگہ ہے۔ اور حق مذہب پہلا قول ہے۔ اور اس کی صحت پر ہمارے پاس بہت
[illegal] ہیں۔
[illegal] یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں فرمایا ہے۔

Marfat.com

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ [illegible]
اس کو کہدو کہ تحقیق اس نے اسکو تیرے دل پر نازل کیا ہے۔ اور سورۂ
ہے۔ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ۔ اور تحقیق یہ
کے رب کا نازل کرنا ہے اُتارا ہے اس کو روح الامین نے تیرے دل پر۔ ان دونوں
آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ تنزیل دل پر ہوتی ہے اور بس ✤

دوسری دلیل یہ ہے۔ فرمایا ہے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ۔
تحقیق اس میں ذکر ہے اُس شخص کے واسطے کہ وہ دل رکھتا ہے۔ یہ آیت بھی اس پر صاف
دلیل ہے کہ فہم اور ادراک دل سے ہوتا ہے۔ دل کے سوا نہیں ہوتا ✤

تیسری دلیل یہ ہے لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ
بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ۔ نہیں پکڑیگا تم کو اللہ تعالیٰ تمہاری لغو قسموں کے بدلے لیکن پکڑیگا
تم کو بسبب اُسکے بدلے جو تمہارے دلوں نے کسب کیا اور کمایا ہے۔ اس سے ظاہر ہے
کہ مواخذہ دل کے فعل پر ہے پس معلوم ہوا کہ فاعل دل ہے ✤

چوتھی دلیل یہ ہے کہ فرمایا ہے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى۔
وہ لوگ ہیں کہ جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے واسطے آزما لیا ہے۔ پس اس سے بھی
ظاہر ہے کہ پرہیزگاری دل میں ہے ✤

پانچویں دلیل یہ ہے کہ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ
مَسْئُوْلًا۔ تحقیق کان اور آنکھیں اور دل ان سب سے سوال کیا جائیگا۔ اور سُننے اور دیکھنے
سے مقصود دل کی معرفت ہے پس یہ آیت اس پر دلیل ہے کہ خطاب اور عذاب ثواب
سب دل کے متعلق ہے ✤

چھٹی دلیل یہ ہے کہ جس جگہ قرآن میں ایمان کا ذکر کیا ہے۔ وہاں دل کی طرف
اس کی اضافت کی ہے۔ فرمایا ہے مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ
قُلُوْبُهُمْ۔ اُن لوگوں میں سے جو اپنے مُنہ سے کہتے ہیں ایمان لائے ہم اور نہیں ایمان لائے
اُن کے دل۔ اور فرمایا ہے اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ۔ اور فرمایا ہے
وَكَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ۔ اور لکھا گیا اُن کے دلوں میں ایمان۔ اور فرمایا ہے وَلَمَّا
يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِهِمْ۔ اور ابھی ایمان اُنکے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ ان آیات

Marfat.com

علوم ہوتا ہے۔ کہ علوم کا محل دل ہے۔ اور جب علوم کا محل دل ہے۔ تو ارادہ کا محل بھی دل ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ارادہ علم سے مشروط ہوتا ہے۔ اور جب ایسا ہے۔ تو فاعل دل ہے +

ساتویں دلیل یہ ہے کہ عقل کا محل دل ہے۔ اس لئے مکلف دل ہونا چاہیئے۔ اور اس امر کی دلیل کہ عقل کا محل دل ہے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَتَکُوْنَ لَھُمْ قُلُوْبٌ یَّعْقِلُوْنَ بِھَا۔ کیا زمین میں چلتے پھرتے نہیں پس ان کے دل ایسے ہوں۔ کہ ان کے ذریعے سمجھیں۔ اور فرمایا ہے وَلَھُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَھُوْنَ بِھَا۔ اور اون کے دل ہیں کہ ان سے نہیں سمجھتے۔ اور اسی طرح علم اور معرفت کی ضدوں کو بھی دل کی طرف مضاف کیا ہے۔ اور فرمایا ہے فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ۔ ان کے دلوں میں مرض ہے۔ اور فرمایا ہے خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ۔ اور مہر لگادی اللہ نے ان کے دلوں پر اور فرمایا ہے اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُھَا۔ کیوں قرآن میں فکر نہیں کرتے۔ کیا ان کے دلوں پر قفل پڑے ہوئے ہیں۔ پس یہ تمام آیتیں اس امر کی ظاہر اور روشن دلیل ہیں۔ کہ عضو ئیں ہی مکلف ہے اسکے سوا اور کوئی مکلف نہیں +

آٹھویں دلیل یہ ہے۔ کہ نبیوں کے سردار پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّ فِیْ جَسَدِ بْنِ اٰدَمَ لَمُضْغَۃً۔ آدمی کے بدن میں گوشت کا ٹکڑا ہے۔ اذا صَلُحَتْ صَلَحَ بِھَا سَائِرُ الْبَدَنِ۔ جب وہ گوشت کا ٹکڑا اصلاح پذیر ہوتا ہے۔ تو باقی بدن بھی اصلاح پذیر ہوتا ہے وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ بِھَا سَائِرُ الْجَسَدِ۔ اور جب اس گوشت کے ٹکڑے میں فساد واقع ہوتا ہے تو تمام بدن میں فساد آجاتا ہے اِلَّا وھی القلب خبردار وہ گوشت کا ٹکڑا دل ہے۔ پس اس بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آدمی کے بدن میں رئیس مطلق دل ہے۔ اور دوسری روائتوں میں آیا ہے کہ اسامہ بن زید نے ایک کافر کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ اس وقت اس کافر نے کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اسامہ نے اس کو مار ڈالا مصطفےٰ صلعم نے پوچھا۔ تو نے اس کو کیوں مارا۔ جواب دیا اے اللہ کے رسولؐ اس کافر نے یہ کلمہ تلوار کے خوف سے کہا ہے۔ نبیوں کے سردار نے فرمایا ھلا شققت عن قلبہ تو اس کے دل سے کیوں نہیں ڈھا۔ جب تو نے اس کے دل کے حال کو نہیں دیکھا۔ تو تو کس طرح جانتا ہے کہ اس نے یہ کلمہ خوف سے کہا ہے یا اخلاص سے۔ اور یہ حدیث اس پر دلیل ہے کہ ایمان کا محل دل ہے۔ اور دوسری حدیث میں ہے۔ کہ مصطفےٰ صلعم ہمیشہ کہا کرتے تھے۔

Marfat.com

یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک تا اپنے دین پر ثابت رکھ۔ اور یہ اس پر ظاہر دلیل ہے کہ تا خلود

فصل ۳

رُوح کے مرتبے

اکابر حکماء کی جماعت نے کہا ہے۔ کہ انسان کے روح ماہیت میں جدا جدا صفتوں اور فعلوں کا جو اختلاف ہے۔ وہ مزاجوں کے سبب سے ہے۔ اور ہمارے یہ ہے کہ انسان کی رُوح ایک جنس ہے۔ اور اس کے ماتحت بہت سے انواع ہیں اور قرآن اور حدیث اور فقہ تینوں سے ہمارے قول پر دلیلیں موجود ہیں۔ قرآن مطلب پر یہ دلیل ہے۔ فرمایا ہے واللہ اعلم حیث یجعل رسالۃ۔ اور یہ ظاہر دلیل کیونکہ جب تک روح کو یہ منصب حاصل نہ ہو کہ وہ رسالت کے قابل ہو۔ اس کو رسالت نہیں عطا فرماتے۔ اور اگر اس قابلیت کا حاصل ہونا عطا سے ہو۔ تو اُس عطا کا حاصل ہونا بھی دوسری اہلیت اور قابلیت سے ہوگا۔ اور اس سے تسلسل پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ قابلیت ماہیت کے لازموں میں سے ہو تو اس سے لازم آتا ہے۔ کہ ارواح کی ماہیتیں مختلف ہوں۔ اور حدیث سے اس مقصود پر دلیل یہ ہے۔ کہ عالم کے سردار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ الناس معادن کمعادن الذھب والفضۃ۔ آدمی کانیں ہیں مثل سونے اور چاندی کی کانوں کے۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہے الارواح جنود مجندۃ فما تعارف منھا ائتلف وما تناکر منھا اختلف۔ یہ دونوں حدیثیں اس بات کی ظاہر دلیل ہیں۔ کہ بشری ارواح ماہیت میں مختلف ہیں۔ اور عقلی دلیل یہ ہے کہ ہم دو آدمیوں کو دیکھتے ہیں۔ ان میں سے ایک تو بہت کوشش کرتا ہے۔ اور بڑی محنت سے کچھ علم حاصل کرتا ہے۔ اور دوسرا تھوڑی سی کوشش سے بہت سا علم پیدا کر لیتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ فرق اصلی پیدائش کے فرق کے باعث سے ہے۔ اور اسی واسطے فرمایا ہے فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ اللہ کی فطرت ہے جس پر آدمیوں کو پیدا کیا ہے۔ اور اللہ کی فطرت میں تبدیلی نہیں ساتھ جیسے علم ہے تو اُس کے بعد ہم کہتے ہیں۔ کہ انسانی ارواح کو دو قوتیں حاصل ہیں۔ ایک

[illegible] نظری قوت وہ قوت ہے۔ کہ آدمی کا روح اس کے ذریعہ جسموں میں تصرف کرتا ہے۔ اور ان دونوں قوتوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کی بہت آیتوں میں بیان کیا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ہے رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ۔ اے رب مجھے حکمت عطا کر۔ اور مجھ کو صالح لوگوں میں شامل کر۔ اس مقولہ میں یہ قول هَبْ لِيْ حُكْمًا نظری قوت ہے۔ اور وَاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ عملی قوت ہے۔ اور حق تعالیٰ نے موسیٰ کو فرمایا ہے اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ تحقیق میں اللہ ہوں اور میرے سوا کوئی اللہ نہیں۔ اس لئے میری ہی عبادت کر۔ اس میں یہ قول لا الہ الا انا۔ نظری قوت کا کمال ہے۔ اور فَاعْبُدْنِيْ عملی قوت کا کمال ہے اور عیسیٰ سے حکایت کی ہے کہ انہوں نے کہا۔ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ۔ تحقیق میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے دی ہے مجھ کو کتاب اور بنایا مجھ کو نبی۔ اور بنایا مجھ کو مبارک جہاں ہوں میں۔ یہ تمام بیان قوتِ نظری کا کمال ہے اور اس کے بعد کہا ہے وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ۔ اور وصیت کی مجھ سے نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کی اور یہ تمام قوت عملی کے حال کا کمال ہے۔ اور مہتر عالم یعنے عالم کے سردار کو فرمایا ہے فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پس جان لے کہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ یہ نظری قوت کا کمال ہے۔ اس کے بعد کہا ہے وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ۔ اور اپنے گناہوں کے واسطے بخشش طلب کر۔ اور یہ قوت عملی کا کمال ہے۔

نظری قوت کے موافق ارواحوں کے مرتبے ہیں۔ اور عملی قوت کے موافق بھی تین ہیں قوت نظری کے مرتبے یہ ہیں۔ روح کی حالت یا تو ایسی ہوگی۔ کہ وہ حق کے اعتقاد حقہ کو حاصل کریگی یا باطلہ کو۔ اور اگر اعتقاد حقہ حاصل ہونگے۔ تو وہ یا تو مکاشفہ کے طریق سے یا استدلال کے ذریعے یا تقلید کی راہ سے حاصل ہونگے۔ اور مکاشفہ کا طریق یہ ہے۔ کہ جب روح بڑی صفائی اور قوت میں ہوتا ہے۔ اور عقلی صورتوں کے قبول کرنیکی پوری پوری قابلیت رکھتا ہے تو عالم غیب کا نور اس میں یکدم جلوہ دکھاتا ہے۔ اور عالم قدسی کے انوار اس میں ظاہر ہوتے ہیں۔ ایسا آدمی بغیر تعلیم پانے اور کوشش کے دانا ہو جاتا ہے۔ اور دانائی کے اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ گویا وہ سب کچھ دیکھتا ہے۔ اور جب یہ مسئلہ معلوم ہو گیا ہے [illegible] نظری میں روح کے تین رتبوں کو سمجھنا چاہئے۔ فرمایا ہے وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ وَ [illegible] الشمال دائیں طرف والے اور بائیں طرف والے اور مقربانِ خدا دو قسم کے ہیں۔

ایک تو خواص کہلاتے ہیں یعنے خاص لوگ ۔ یہ وہ ہیں جن کے [illegible]
نورانی ربانی اور علوی ہیں ۔ اور خدا تعالیٰ کی کرامتوں کے ساتھ مشرف ہوتے ہیں
روحوں کا تعلق بہت ہی ضعیف ہوتا ہے ۔ اور تھوڑے سے مجاہدہ سے
کا غبار دور ہو جاتا ہے ۔ اور قدسی نور اس میں چمک جاتا ہے پس اس گروہ کے
اصحاب مکاشفہ کہتے ہیں ۔ اور دوسرے گروہ کے مقرب عام مقرب کہلاتے ہیں ۔ یہ
نظر اور فکر اور دلیل سے اللہ تعالیٰ کی معرفت کو حاصل کرتے ہیں ۔ اور حق کی طلب میں
کوشش ظاہر کرتے ہیں ۔ اور یاد رکھنا چاہیئے ۔ کہ پہلے مقام میں کسب کا بہت اثر نہیں ہوتا
اس کی وجہ یہ ہے کہ مجاہدوں اور ریاضتوں کا اثر کدورت اور غبار کے دور کرنے میں ہوتا ہے
اس کی مثال صیقل کی ہے جو زنگار کو لوہے سے دور کرتا ہے ۔ جو چیز زنگار کے نیچے ہوتی
وہ کامل لوہا ہوتا ہے ۔ جو صیقل کرنے کے بعد اس سے نکل آتا ہے ۔ اس لئے صیقل کی
تاثیر زنگار کے دور کرنے میں ہوتی ہے ۔ لوہے کے جوہر کے تبدیل کرنے میں نہیں ہوتی
یہی مجاہدہ کے صیقل کی تاثیر کا حال ہے ۔ اسکی تاثیر سے روح کی حقیقت کا قلب نہیں ہوتا
بلکہ اس سے بشریت کے غبار کا ازالہ اور طبیعت کا رفع ہوتا ہے ۔ پس اگر روح اصل ماہیت
میں علوی شریف روح ہوتا ہے ۔ تو اس کو اپنے کمالات حاصل کرنے کے واسطے تھوڑا ہی سا
مجاہدہ کافی ہوتا ہے ۔ اور اگر روح اصل ماہیت میں روح کثیف سفلی اور غلیظ ہوتا ہے ۔
تو ریاضت کرنے سے اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ۔ اور اس کی حالت اور حیلت متغیر نہیں
ہوتی ۔ اور اصحاب الیمین کا مرتبہ بھی دو قسم پر ہے ۔ پہلے گروہ کے وہ لوگ ہیں ۔ جنہوں نے
دلائل کے ساتھ تقلید کے ساتھ نہیں ۔ تصورات اور تصدیقات کے عقلی مقصدوں اور
روحانی مقاموں کے مطابق کر لیا ہے ۔ یہ جماعت خواص اصحاب الیمین کی ہے ۔ اور
دوسرے گروہ کے وہ لوگ ہیں ۔ کہ ان کو نہ تو حق کی تصدیقات اور تصورات حاصل ہوتے
ہیں اور نہ ہی باطل کے بلکہ ان کے نفوس تمام نقوش سے محفوظ ہوتے ہیں ۔ یہ جماعت عوام
اصحاب الیمین کی ہے ۔ اور اصحاب الشمال کے بھی دو گروہ ہیں ۔ ایک تو وہ ہیں ۔ جو خود بھی گمراہ
ہیں ۔ اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں ۔ یہ خواص مبطل ہیں ۔ دوسرے وہ جو خود گمراہ ہیں لیکن
دوسروں کو گمراہ نہیں کرتے ۔ یہ عوام مبطل ہیں ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قوت نظری کے لحاظ
سے ارواح کے مرتبے چھ ہیں ۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ معلومات کے مرتبے بیشمار ہیں [illegible]

Marfat.com

بشرے ارواح کی استعداد کے مراتب بھی استعداد کی قوت اور اس کے ضعیف کے لحاظ سے بے انتہا ہیں۔ اس لئے بشری ارواح کے مراتب معارف کے درجوں کے لحاظ سے بھی بے نہایت ہیں۔ اور بشرے ارواح کی جب یہ خاصیت ہے کہ ایک حالت اور صفت سے دوسری حالت اور صفت کی طرف منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ تو اس واسطے قدسی درجوں کے مقامات میں ان کے نزول اور عروج کی بھی کوئی حد اور نہایت نہیں۔ لیکن ارواح کی قوت عملی کے کل تین مرتبے ہیں۔ پہلے وہ کہ اُن کے اعمال اور اخلاق موافق ہوں مصلحت عالم کے اور موافق ہوں اس شخص کی مصلحت کے۔ ان کو نفوس خیرہ کہتے ہیں۔ دوسرے وہ ہے کہ ان کے اقوال اور افعال اس شخص کے مصلحت کے برخلاف ہوں۔ ان کو نفوس شریرہ کہتے ہیں۔ تیسرے وہ جن کے ارواح ان دونوں قسموں کی صفات سے خالی اور عاری ہوں۔ ان کو نفوس ساذجہ کہتے ہیں۔ اور جب اعمال اور اخلاق کے مرتبے نوع اور نیز صفت اور نیز شخص کے لحاظ سے بے انتہا ہیں اسی واسطے قوت عملی میں بھی ارواحوں کے درجے بے نہایت ہیں یہ ہے مختصر ذکر بشرے ارواح کا۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ پس اللہ تعالےٰ احسن الخالقین بڑی برکت والا ہے ✤

فصل ۴

اس بیان میں کہ صانع حکیم کی حکمت اور قدرت کے کمال پر جسموں سے ارواح کا تعلق کامل اور روشن دلیل ہے۔ ارواح کا تعلق جو جسم سے ہے وہ اللہ جلشانہ کی ہستی پر دو وجہ سے دلیل ہے ✤

پہلی وجہ یہ ہے کہ ارواح کا احوال ہر طرح سے جسموں کے برخلاف ہے کیونکہ حکماء کے قول کے موافق ارواح مجرد جوہر ہیں اور جسم مجرد نہیں۔ وہ اس صفت کے برخلاف ہیں ارواح علوی اور قدسی اور لطیف اور نورانی ہیں۔ اور اجسام سفلی اور کثیف اور ظلمانی ہیں ارواح کو چیزوں اور مرکاشفوں سے قوت حاصل ہوتی ہے۔ اور جسموں کو محسوس چیزوں اور خوراکوں کی لذت سے۔ اور اس کے سوا یہ بھی ہے۔ کہ بدن کی کوئی جزو روح کی تاثیر سے خالی نہیں۔ اور باوجود اس کے روح محسوس نہیں ہوتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ جسم اس عالم میں

Marfat.com

موجود ہے اور روح معدوم لیکن عالم عقل میں
ہے اور رُوح موجود۔ اور جسم تصور جسد روح کا ہر
پس اس بیان سے ظاہر ہے کہ جسموں اور روحوں کے درمیان
کے برخلاف ہیں۔ اور ان دونوں جوہروں کا جمع ہونا جو ایک
کرنے والے اور قادر حکیم کے سوا نہیں ہو سکتا ۔

دوسری وجہ دلیل کی اجسام اور روحوں کے تعلق سے خدا کی ہستی پر
ایک شخص کو ایسا جسم دیا گیا ہے۔ جو اس کی ذات کے لائق تھا۔ جس کی
کا اختلاف بدن کے آلات کے اختلاف کی وجہ سے نہیں۔ اور یہ باطل ہے
تین انڈے لیں۔ ایک عقاب کا دوسرا بط کا تیسرا سانپ کا۔ اور معتدل گرمی میں
پرورش کریں۔ تو کچھ عرصہ کے بعد انڈے پھٹ جائینگے۔ ایک سے عقاب کا
دوسرے سے بط کا اور تیسرے انڈے سے سانپ کا۔ اور جب کچھ روز گذر جائینگے
اور ان کے جسموں میں کچھ تھوڑی سی طاقت آجائے گی۔ تو عقاب کا بچہ تو ہوا میں اڑنے
کا ارادہ کریگا۔ اور بط کا بچہ پانی میں تیرنے کا اور سانپ کا بچہ زمین کے اندر گھسنے کا
اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر ایک حیوان کو ویسا ہی جسم دیا ہے۔ جو اس کی ذات کے موافق
ہے۔ اور اس ترتیب کی حفاظت اور رعایت کامل قدرت اور نہایت روشن حکمت کے
سوا ناممکن ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ارواح کا اجساد کے ساتھ اتصال اس خالق تعالے
کی ہستی اور اسکی رحمت حکمت اور قدرت پر واضح دلائل میں سے ایک دلیل ہے ۔

باب ۵

(نفسانی قوتوں کے بیان میں)

نفسانی قوتیں تین قسم کی ہیں۔ پہلی قسم کی وہ قوتیں ہیں۔ جن میں انسان نباتات کے
برابر ہوتا ہے۔ انہیں نباتاتی قوتیں کہتے ہیں۔ دوسری وہ قوتیں ہیں۔ جن میں
کے ساتھ برابر ہوتا ہے۔ ان کو حیوانی قوتیں کہتے ہیں تیسری وہ قوتیں ہیں۔ جو آدمی کی
خاصہ ہیں۔ اور ان میں اس عالم کی مخلوقات کی کوئی نوع آدمی کے ساتھ برابری نہیں کرتی
جو نباتی قوتیں ہیں وہ دو طرح کی ہیں۔ ایک مخدومہ کہلاتی ہیں دوسری خادمہ

[illegible] پہلی غاذیہ ہے اور وہ ایک قوت ہے کہ جب بدن کی حرارت کے بدن کی
[illegible] تاثیر کرنے سے بدن کی بہت سی جزیں تحلیل ہو جاتی ہیں۔ وہ دوسری جزیں ان
تحلیل شدہ جزوں کی قائم مقام ہوتی ہیں۔ پس جس قوت کے ذریعہ یہ عمل صادر ہوتا ہے۔
اس کو قوت غاذیہ کہتے ہیں۔ دوسری نامیہ قوت ہے۔ وہ یہ ہے جس کے ذریعے اجسام
کا نشوونما ایک خاص نسبت اور خاص اعتدال کے ساتھ ہوتا ہے۔ تیسری قوت مولدہ
ہے۔ یہ وہ ہے جو ماں اور باپ کے بدن سے ایک ایک جزو ایسی الگ کرے جن میں
یہ تعداد ہو۔ کہ ان سے ایک شخص اپنے اصل کی مانند ظاہر ہو جائے۔ چوتھی قوت مصورہ
ہے۔ طبیب کہتے ہیں۔ یہ وہ قوت ہے جس کے ذریعہ خدا تعالےٰ اعضاء کی شکلیں اور
صفتیں پیدا کرتا ہے یہ ہیں نباتی قوتیں جو مخدومہ کہلاتی ہیں +

خادمہ قوتیں بھی چار ہیں پہلی قوت جاذبہ ہے۔ یہ وہ قوت ہے جو غذا کو جذب کرتی
ہے یعنے اندر کو اعضاء کی طرف کھینچتی ہے۔ دوسری قوت ماسکہ ہے۔ یہ وہ قوت ہے
جو غذا کو اس قدر عرصہ تک رکھتی ہے کہ اس میں ہاضمہ اپنا عمل کر سکے۔ تیسری قوت ہاضمہ ہے
یہ وہ ہے جو غذا میں تصرف کرتی ہے۔ اور اس کو اپنے اصلی حال سے نکال کر اس قابل
بنا دیتی ہے کہ وہ بدن کی تحلیل شدہ جزوں کے قائم مقام ہو۔ چوتھی دافعہ ہے۔ یہ وہ
قوت ہے جو غذا کے ایسے اجزاء کو جن میں بدن کے تحلیل شدہ اجزا کے قائم مقام بننے کی
صلاحیت نہ ہو جسم سے باہر نکال دیتی ہے۔ یہ ہے مجموعہ نباتی خادمہ اور مخدومہ قوتوں کا۔
جاننا چاہئے کہ بدن میں جس قدر ہڈیاں ہیں۔ ان کی تعداد معلوم ہے۔ اسی طرح پٹھیوں
رباطی اور نخاعی پٹھوں۔ رباطات۔ اوتار۔ غضاریف اور شریانات کی تعداد بھی معلوم ہے
اور ان سب اعضاء کا مجموعہ تین ہزار کے قریب ہے۔ خالق تعالیٰ و تقدس نے ان اعضا
میں سے ہر ایک کے اندر ان آٹھوں نباتی قوتوں کو پیدا کیا ہے۔ پس معلوم ہونا چاہئے۔ کہ
جب آدمی روٹی کا ایک لقمہ کھاتا ہے۔ تو یہ آٹھوں نباتی قوتیں حیوان کے بدن کی مصلحت
کے واسطے صانع حکیم اور خالق رحیم کی تقدیر کے مطابق اس میں عمل کرتی ہیں۔ بلکہ اگر اچھی طرح
دیکھا جائے تو معلوم ہوگا۔ کہ بدن کی جتنی جزیں خواہ چھوٹی ہوں خواہ بڑی ان میں سے ہر
ایک کے اندر آٹھوں نباتی قوتیں موجود ہیں۔ اس واسطے ان قوتوں کی تعداد خدا کے سوا
کوئی معلوم نہیں ہو سکتی۔ اور اس مقام پر انسان کی کمال عاجزی اور اللہ جل جلالہ کی کمال قدرت

Marfat.com

اور حکمت معلوم ہوتی ہے ۔

حیوانی قوتوں کی بھی دو قسمیں ہیں ۔ ایک محرکہ ۔ دوسری مدرکہ ۔ محرکہ دو ہیں ۔ ایک قدرت دوسری ارادت ۔ پہلی جو قدرت ہے وہ ایک ایسی صفت ہے بغیر کام کرنا ناممکن ہے ۔ اور سمجھ لینا چاہئے کہ علمِ طب میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ اخلاط میں لاقاعضلات یعنی مچھلیوں کے سوا حاصل نہیں ہو سکتا ۔ اس لئے اس فاعل حکیم نے کے بدن میں پانسو انتیس عضلات یعنی مچھلیاں پیدا کی ہیں ۔ اور ہر ایک عضلہ یعنی پٹھا کو ایک معین شکل اور ایک ایسی معین مقدار کے ساتھ جو اس فعل کی مصلحت کے موافق ہو عطا کیا اور اس میں کوئی شک نہیں ۔ کہ کمال قدرت اور حکمت کے سوا ایسا ہونا ممکن نہیں ۔ ارادہ بھی ایک صفت ہے جو فعل کے عدم کو اس کے وجود پر یا اس کے برخلاف یعنی وجود کو عدم پر ترجیح دیتی ہے ۔ اور یہ ارادے تصورات کے مطابق ہوتے ہیں کیونکہ جب کوئی چیز تصور میں آتی ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چیز موافق ہے ۔ یا مضر ۔ اگر موافق ہوتی ہے تو اس سے کام کرنے کا اور اگر مضر ہوتی ہے تو اُس کے ترک کرنے کا ارادہ ظاہر ہوتا ہے ۔ اور اگر چیزوں کے موافق یا مضر ہونے کا علم نہ ہو ۔ تو اس صورت میں نہ کام کے کرنے کا ارادہ پیدا ہوتا ہے اور نہ اس کے ترک کرنے کا ۔ اور مدرکہ قوتیں دو نوع پر ہیں ۔ ایک مدرکہ قوتیں ظاہری ہیں ۔ اور وہ پانچ ظاہری حسیں سمع ۔ بصر ۔ شم ۔ ذوق ۔ لمس ہیں ۔ اگر ان کے منافع اور خواص میں کئی جلدیں بھی لکھی جائیں ۔ پھر بھی پورے بیان نہیں ہونگے ۔ اور قوائے مدرکہ باطنی بھی پانچ ہیں ۔ کیونکہ باطنی مدرکہ قوتیں یا تو بے تصرف ہونگی یا باتصرف ۔ مدرکہ قوتیں جو بے تصرف ہیں ۔ اُن کی چار قسمیں ہیں ۔ کیونکہ یہ مدرکہ قوتیں یا تو صورتوں کی مدرک ہونگی یا معنوں کی ۔ صورتوں کی مدرک قوتوں کو حس مشترک کہتے ہیں ۔ دوسری وہم ہے اور معانی کی مدرکہ قوتوں کو وہم کہتے ہیں ۔ اور ان میں سے ہر ایک کے واسطے ایک خزانہ ہے ۔ حس مشترک کا خزانہ خیال ہے ۔ اور قوتِ وہم کا خزانہ حافظہ ۔ پس چار قسمیں پوری ہوگئیں ۔ دوسری قسم مدرکہ باطنی کی جو تصرف رکھتی ہے ۔ اس کو متفکرہ کہتے ہیں ۔ یہ ہے باطنی مدرکہ قوتوں کی تشریح ۔

تیسرے مرتبہ کی قوتیں جو انسان کے سوا دوسرے کو حاصل نہیں ہوتیں ۔ وہ دو قسم کی ہیں ۔ پہلی قسم کو عملی قوت کہتے ہیں ۔ اور عملی قوت وہ ہے جس کے ذریعہ بدن کی تدبیر احسن اور اصلح

کے ساتھ کرتا ہے۔ دوسری قسم کو قوتِ نظری کہتے ہیں۔ اور نظری قوت وہ ہے جس کے ذریعہ جوہر روح ان قدسی صفائیوں اور عقلی صورتوں کے قبول کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ جن کا فیضان مفارقات اور مجردات کی طرف سے اس پر ہوتا ہے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ قوتِ نظری کے اہل کے چار مرتبے ہیں۔ پہلا مرتبہ یہ کہ تمام تعلقات اور اور اکات سے خالی ہو۔ اس مرتبے میں روح ایسا ہوتا ہے جیسے لڑکوں کے ارواح ہیں۔ دوسرا مرتبہ وہ ہے کہ اس میں علوم بدیہی حاصل ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہ سمجھ لے کہ نفی اور اثبات جمع نہیں ہوتے۔ اور کل اپنی جزء سے بڑا ہوتا ہے۔ تیسرا مرتبہ وہ ہے کہ اس میں علوم بدیہی کو ایک دوسرے کے ساتھ ترکیب دیا جاتا ہے۔ اور اس ترکیب سے فکری اور کسبی علوم حاصل ہو جائیں۔ لیکن دل میں حاضر نہ ہوں۔ بلکہ اس طرح ہوں۔ کہ اگر چاہے تو حاضر کر سکے۔ چوتھا مرتبہ یہ ہے کہ علوم دل میں حاضر رہیں۔ اور روح مکاشفے اور مشاہدہ کے مقام میں ہو۔ اور جب بشری روح اس مقام میں پہنچ جاتی ہے۔ تو اُس وقت وہ انسانی مدارج کے آخری اور ملکی مدارج کے ابتدائی درجے پر پہنچ جاتی ہے جو عاقل اور دانا آدمی ان حالات میں فکر اور غور کریگا۔ وہ سمجھ لیگا۔ کہ اس ترتیب کی رعایت کا ہونا تمام رحم کرنے والوں میں سے زیادہ رحم کرنے والے اور تمام حاکموں میں سے اعلیٰ حاکم کی تقدیر کے سوا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ ترتیب اس طرح پر ہے کہ ابتداء میں محض جسمانی ترکیب ہوتی ہے۔ اور پھر آہستہ آہستہ جسمانی سے روحانی ترکیب کی طرف مائل ہوتی ہے۔ اور روحانی صفتیں بڑھتی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ جب انسان کی آخری حالت کو پہنچتے ہیں۔ تو اُس وقت وہ اس حالت کو پہنچی ہوئی ہوتی ہیں۔ کہ جب روح کی جسم سے مفارقت ہوتی ہے۔ تو وہ محض روحانی ہوتا ہے۔ اور ملائکہ کی جنس میں شمار کیا جاتا ہے جیسا کہ فرمایا ہے یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً وَّادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔ یہ عجیب ترتیب اور غریب تالیف اور جسمانیات سے روحانیات کی طرف انتقال۔ مدبر حکیم اور رحیم خالق کی تقدیر اور تدبیر کے سوا ناممکن ہے۔ پس ہے تمہ اُس خالق تعالیٰ و تقدس کی ہستی کے ثبوت میں دلیلوں کا اور اس کو بخوبی سمجھ لینا چاہیئے کہ اس واجب الوجود کی ہستی کے تمام دلائل کا بیان کرنا بشر کی طاقت سے باہر ہے۔ کیونکہ عالم ارواح اور عالم علوی اور سفلی میں ایسا کوئی وجود نہیں۔ جو اپنی ذات اور صفات

Marfat.com

سے اُس حضرت ذوالجلال [illegible] کی کبریا
فرمایا ہے وَاِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ
چیز نہیں ہے۔ جو اُسکے حمد کی تسبیح نہ پڑھتی ہو۔ اور پاکی سے اس [illegible]
لیکن اس کی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔ جس قدر یہ بیان لکھا گیا ہے۔ جو دانا اس میں فکر کرے
اس کو کسی قدر نظر حاصل ہو جائے گی۔ اور ممکن ہے۔ کہ خدا کی توفیق کی مدد سے باقی
دلیلوں میں فکر کر سکے۔ واللہ اعلم ✣

تمام شُد

اسرار التنزيل

Marfat.com